© rasailojaraid.com

غالب کا ایک فارسی قصیدہ

بخط

ڈاکٹر جوہر قاضی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غالب دوستوں کو یہ جان کر یقیناً مسرت ہوگی کہ غالب کا ایک فارسی قصیدہ جو غالب کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے میرے دیرینہ دوست اور کرم فرما ڈاکٹر جوہر قاضی صاحب کو اپنے جدّی ذخیرۂ کتب سے دستیاب ہوا ہے۔ غالب کے قلم کی یہ نہایت حسین و پاکیزہ تحریر نستعلیق کے شفیعانہ خط کا خوبصورت نمونہ ہے جسے غالب کے دست نوشتہ تحریروں کے ذخیرے میں ایک اور قابل قدر اور اہم اضافہ کہا جاسکتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ڈاکٹر جوہر قاضی صاحب کی عنایت اور نوازش سے غالب کے قلم کی اس تحریر کو غالب دوستوں کے سامنے پیش کرنے کی عزت و سعادت اوّل اوّل "برہان" کو حاصل ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر جوہر قاضی صاحب ایک ممتاز صحافی اور ادیب ہیں علم اور کتابوں سے عشق انھیں ورثہ میں ملا ہے۔ قدیم اور قلمی کتابوں سے خصوصی ذوق اور لگاؤ رکھتے ہیں۔ اسی مناسبت سے ان کے پاس قدیم کتابوں کا بے انتہا اچھا اور منتخب ذخیرہ ہے۔ جس میں فنِ طب پر ان کے خاندان کے بزرگوں کے نہایت بیش قیمت قلمی نسخے بھی شامل ہیں، جو اہمیت کے اعتبار سے کسی طرح کم نہیں۔

——— عمید الرحمٰن عثمانی

اپنے جدّی طبّی خزانوں کو کھنگالنے کے دوران ایک طبّی قلمی بیاض سے راقم الحروف کو غالبؔ کا یہ فارسی قصیدہ جس میں نواب گورنر لارڈ آکن بلر کی مدح کی گئی ہے دستیاب ہوا ہے، جو غالبؔ کی مہر سے مزیّن ہے۔ مہر کے اندر واضح طور پر ۱۲۳۸ ہجری لکھا ہوا ہے۔ غالبؔ کا یہ فارسی قصیدہ کب اور کس ذریعہ سے ہمارے پاس پہنچا اس سلسلہ میں راقم الحروف کے خاندان کا مختصر تعارف بے محل نہ ہوگا۔

راقم الحروف کا خاندان سکندرآباد (ضلع بلند شہر) کے قاضیوں کا نہایت معزز اور صاحب علم خاندان گذرا ہے۔ سکندر لودھی سے لیکر سلاطین مغلیہ کے آخر عہد بہادر شاہ ظفر تک اس خاندان کے بزرگ عہدۂ قضات پر ممتاز رہے ہیں۔ طبابت کا سلسلہ بھی اس خاندان میں چھ پشتوں سے چلا آتا ہے۔ ویسے تو اس خاندان میں لاتعداد قابل اور حاذق اطبار ہوئے ہیں لیکن جو عزت و شہرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بهر کس شیوهٔ خاصی در اثبات ارزانی
ز من مدح و ز لاف ز آلذ مرا گنجینه بخشانی

زهی با شوکتش فرخنده آثار جهانگیری   نهی با دولتش آماده اسباب جهانبانی

دلش در وقت نوازش جانفزا بادیست فروردین   کفش هنگام بخشش در فشان ابریست نیسانی

گرامی منصبش را طالع اقبال جمشیدی   همایون مسندش را پایهٔ اورنگ سلطانی

طرب در بزم عیشش گرده حورانرا به آرامی   کرم بر خوان فیضش خوانده خوانرا به مهمانی

بعهدش ماه هر شب کامل و آفاق مهتابی   به دورش زهره یم حوتی و برجیس سرطانی

دلیران سپاهش را هنرها جمله بهرامی   فرازستان جاهش را بناها جمله کیوانی

همش با خلق گوناگون نوازش در حق اندیشی   همش با خویشتن صد رنگ نازش در خدادانی

سر راهش سپهر آورده قیصر را به درویشی   بدرگاهش قضا بنشانده دارا را به دربانی

غرورش را به ره لیس سازش پیما گرگانی   نوازش را به خویش ناز من هویدا روحانی

نهان در خاطرش اسرار اشراق فلاطونی   عیان از خاتمش آثار توقیع سلیمانی

به رزمش گرد ره بر خاک خشنید بدشوارست   به عزمش کوه‌ها را از راه برخیزد به آسانی

به حلمش گر توان برد دید ز رایانی   به دیهیمش گهر نتوان شمردن از فراوانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روا باشد به گلشن گر مدارش گلفشان یابی
که گلبن نامهٔ اقبال او را کرده عنوانی

عجب نبود بگیتی گر ببالش جاودان بینی
که مه را در سجود درگهش تا به ابرو سوده پیشانی

ترا بارگاه نظم دان در مدح خود بنگر
که سیما لشکر به ماه و مهر را مدار شایانی

ندانم چون فرستم این گهرها لیکن آن دانم
نه خود تا مشتری خواهد پدید از فرط نادانی

بگفتارم توانگر گر ز سیم و زر تهیدستم
زمین کلبهٔ من شد گلستان بعد ویرانی

بر سم نکته سنجان در سخن غالب بود نامم
بدین نام از ازل آورده‌ام طغرای سبحانی

مرا دردیست اندر دل که جانفرسائی آن را
ندانم چاره اما اینقدر دانم که می‌دانی

بسان دود کاندر تنگنا بر خویشتن پیچید
ستوهم در نورد تنگدستی از پریشانی

نمک پروردهٔ این دو لبت جاوید پیمانم
به پیمان مودت دارم آیین ثنا خوانی

کرم میکرد گر لارد آکلند از راه غمخواری
تو نیز از راه غمخواری کرم کن گر کریمانی

ازان در نامهٔ مدح تو آرم بر زبان نامش
که با من داشت گوناگون نوازشهای پنهانی

سواد نامهای دلفروز تو در نظر دارم
که چشم من بدان کحل الجواهر گشته نورانی

گران در رشته وصف سخنور گوهر آمود است
ترا باید که بر فرق سخنور گوهر افشانی

سخن کوتاه دایم باد و فرخ باد و روز افزون
بمن لطف تو همچون تو بخششهای یزدانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فن طب میں اپنی حذاقت و بلاغت فن وفاضل طبیب ہونے کی بنا پر حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم رئیس اعظم سکندر آباد اور ان کے فرزند ارجمند فخر الاطباء حکیم قاضی حافظ محمد افضل عالم[۱] کو ملی وہ کسی دوسرے طبیب کے حصہ میں نہیں آئی۔ حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم کا زمانہ حیات ۱۸۰۳ تا ۱۸۷۵ء ہے۔ آپ ہندوستان کے جلیل المنزلت طبیب حکیم محمود خاں دہلوی کے ہمعصر تھے اور سکندر آباد کے طبیب اعظم مشہور تھے۔ یہ والد محترم کے پردادا تھے جبکہ حکیم قاضی محمد افضل عالم (المتوفی ۱۹۲۶ء) راقم الحروف کے پردادا۔ آپ بھی نہایت ممتاز اور باوجاہت طبیب تھے۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور حذاقت فن کی وجہ سے اپنے پدر بزرگوار حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم کے بعد انھوں نے بھی بڑا نام پیدا کیا۔ آپ تاحیات آنریری مجسٹریٹ تھے۔ ساتھ ہی "سردار الاطباء" کے خطاب سے سرفراز تھے۔ سکندر آباد کی میونسپلٹی کے نامزد ممبر اور وائس چیئرمین بھی رہے۔ لیکن عدم تعاون تحریک میں عملی طور پر شامل ہوکر آنریری مجسٹریٹی سے استعفیٰ دے دیا تھا اور "سردار الاطباء" کا خطاب بھی واپس کر دیا تھا۔ آپ عالم باعمل اور اہل اللہ بزرگ تھے تصوّف میں آپ کو خاص دخل تھا۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت سے اشخاص آپ کے فیض تعلیم سے مستفید ہوئے ہیں۔

گمان اغلب یہ ہے کہ غالبؔ کا یہ فارسی قصیدہ غالبؔ کے مشہور شاگرد منشی ہرگوپال تفتہ کے توسط سے جو سکندر آباد ہی کے رہنے والے تھے جنہیں غالبؔ اپنے خطوں میں مرزا تفتہ لکھتے تھے حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم کے پاس پہنچا ہو۔ کیونکہ والد محترم (حکیم قاضی محمد یٰسین عالم صاحب) کے ذخیرہ کتب میں نادر و نایاب کتابوں کا ایک بڑا حصّہ جو طبی کتب پر مشتمل ہے خاندان میں چلتا ہوا ان تک پہنچا ہے۔

منشی ہرگوپال تفتہ کے متعلق راقم الحروف کے پردادا جناب حکیم قاضی حافظ محمد افضل عالم

---

[۱] راقم الحروف: "سکندر آباد کے صوفی اور طبیب حاذق ـــــ حکیم قاضی حافظ محمد افضل عالم" اخبار مشرق کلکتہ مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۹۲ء نیز رموز الاطباء (جلد اوّل) ص ۵۰۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرحوم نے ایک یادداشت میں خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے :

"حضرت والد ماجد کا انتقال ۱۰ محرم الحرام ۱۲۹۲ ہجری مطابق ۱۸۷۵ء بروز شنبہ بمقام سکندر آباد ہوا۔ آپ کے انتقال پر منشی ہرگوپال بھٹناگر المتخلص بہ تفتہ واز ارشد تلامذہ مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی نے قطعہ تاریخ کہا جو آپ کے مزار پر کندہ ہے۔ اس کے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے۔ ان میں اور والد ماجد حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم مرحوم میں بے حد خلوص اور یگانگت کے تعلقات تھے۔"

آمدم برسر موضوع غالب کے قلم کا لکھا ہوا یہ فارسی قصیدہ جس کا عکس آپ کے سامنے ہے ایک بدیسی کاغذ کے چار صفحات کے فولڈر پر لکھا ہوا ہے۔ صفحہ کا سائز ½ ۱۲ انچ طول میں اور ۸ انچ عرض میں ہے۔ اوّل صفحہ پر دس اشعار درج ہیں۔ صفحہ کے دوسری جانب سترہ اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ قصیدہ کے اختتام پر ایک چھوٹی سی چوکور مہر ہے جس پر خط نستعلیق میں "محمد اسد اللہ خاں" اور ۱۲۳۸ کے اعداد منقوش ہیں۔ فولڈر میں انگریزی روش اختیار کی گئی ہے یعنی صفحہ دوم فولڈر کو بائیں جانب کھول کر لکھا گیا ہے۔ غالب نے قصیدہ لکھتے وقت چونکہ صفحہ اوّل اور دوم کا ہی استعمال کیا ہے لہذا اس وقت فولڈر کا صفحہ سوم اور چہارم خالی رہا ہوگا مگر موسم کے اثرات کے نتیجے میں اب صفحہ سوم پر صفحہ دوم کی تحریر کا کافی عکس منتقل ہو گیا ہے۔ جبکہ صفحہ چہارم (آخری صفحہ) کو حکیم قاضی حافظ محمد صدر عالم صاحب نے اپنی یادداشت کے لئے استعمال کیا ہے۔ یعنی صفحہ چہارم پر حکیم صاحب موصوف نے اپنے قلم سے ایک نسخہ تحریر فرمایا ہے جسے آپ نے نواب محمد غوث خاں رئیس جاورہ کے لئے تجویز کیا ہے۔ نسخہ کے نیچے حکیم صدر عالم صاحب کے دستخط ہیں اور ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۳ ہجری درج ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالب کے قلم کی یہ تحریر ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۱۸۵۵ء میں حکیم قاضی محمد صدر عالم صاحب کے پاس موجود تھی۔

کلیات[1] غالب (فارسی) کا جو نسخہ اس وقت راقم الحروف کے سامنے ہے اس میں ص ۵۷۸ پر

[1] کلیات غالب (فارسی): مرتب امیر حسن نورانی، ناشر رام کمار بکڈپو وارث مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سنہ ۱۹۶۸ عیسوی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غالب کا بدست نوشتہ فارسی قصیدہ،" قصیدہ سی وسوم"[1] کے عنوان کے تحت درج ہے۔ فاضل مرتب نے نیچے حاشیہ میں نسخہ دیوان فارسی مطبوعہ ۱۸۴۵ء مطبع دارالسلام دہلی کا حوالہ دیا ہے جو پہلی بار غالب کی زندگی میں شائع ہوا تھا اور اس کی صحت و طباعت کی نگرانی بھی بالواسطہ یا بلا واسطہ غالب نے خود انجام دی تھی۔" قصیدہ سی وسوم" کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں قصیدہ کے اشعار تو تمام ہی ہیں جو غالب کے اس دست نوشتہ قصیدہ میں ہیں البتہ ایک خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ زیر بحث قصیدہ کو دیوان میں شامل کرتے وقت غالب نے اپنے قلم سے نہ صرف اشعار کی ترتیب میں نمایاں تبدیلیاں کی ہیں بلکہ بعض اشعار میں اصلاحات بھی غالب نے اپنے قلم سے کی ہیں چنانچہ حذف و اضافہ اور تغیّر و تبدّل کی مثالیں بھی" قصیدہ سی وسوم" میں جا بجا موجود ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلے وہ اشعار ملاحظہ ہوں جن کی ترتیب غالب نے" قصیدہ سی وسوم" میں بالکل بدل دی ہے۔ دست نوشتہ قصیدہ میں مندرجہ ذیل اشعار قصیدہ کے بالترتیب پانچویں(۵)، چھٹے(۶)، ساتویں(۷) آٹھویں(۸)، نویں(۹)، دسویں(۱۰)، گیارہویں(۱۱)، بارہویں(۱۲) اور تیرہویں(۱۳) اشعار ہیں:

طرب در بزم عیشش بردہ حورانرا بر قاصی
کرم بر خوانِ فیضش خواندہ رضوانرا بہ مہمانی
بعہدش ماہ ہر شب کامل و آفاق مہتابی
بہ دورش زہرہ دایم خوتی و برجیس سرطانی
دلیران سپاہش را ہنرہا جملہ بہرامی
فرازستان جاہش را بناہا جملہ کیوانی
ہمش باخلق گوناگون نوازش درحق اندیشی
ہمش با خویشتن صد رنگ نازش در خدادانی
سراہش بہر آوردہ قیصر را بہ درویشی

---

[1] کلیات غالب (فارسی) مرتب امیر حسن نورانی، ناشر رام کمار بکڈپو وارث مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سنہ ۱۹۶۸ عیسوی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بدرگاہش فضا بنشاندہ دارا را بہ دربانی
فروزش را بہ رویش سازش پیمان یکرنگی
نوازش را بہ خویش نازش پیوند روحانی
نہاں در خاطرش اسرار اشراق فلاطونی
عیاں از خاتمش آثار توقیع سلیمانی
بہ رزمش گرد رہ برخاک نشیند بدشواری
بہ عزمش کوہسار از راہ برخیزد بہ آسانی
بہ اقلیمش گدا نتواں برہ دیدن زنایابی
بہ دہش گہر نتواں شمردن از فراوانی

جبکہ "قصیدہ سی وسوم" میں مذکورہ بالا پانچواں شعر تیرہویں ۱۳ نمبر پر، چھٹا شعر پانچویں ۵ نمبر پر، ساتواں شعر دسویں ۱۰ نمبر پر، آٹھواں شعر چھٹے ۶ نمبر پر، نواں شعر ساتویں ۷ نمبر پر، دسواں شعر بارہویں ۱۲ نمبر پر، گیارہواں شعر آٹھویں ۸ نمبر پر، بارہواں شعر نویں ۹ نمبر پر اور تیرہواں شعر گیارہویں ۱۱ نمبر پر لکھا ہوا ہے۔

اب مندرجہ ذیل اشعار میں تصحیح و اضافہ پر غور کیجئے جنہیں بلا تبصرہ نقل کیا جارہا ہے۔ خط کشیدہ الفاظ ذہن میں رکھئے یہ تصحیحات سب غالب کے قلم سے عمل میں آئی ہیں: "دست نوشتہ قصیدہ" کے لئے دن اور "قصیدہ سی وسوم" کے لئے ق س کا مخفف اختیار کیا گیا ہے۔

شعر ۵ مصرعہ ثانی
دن — ہمش باخویشتن صد رنگ نازش در خدا دانی
ق س — ہمش باخویش رنگارنگ نازش در خدا دانی

شعر ۱۱ مصرعہ ثانی
دن — عیاں از خاتمش آثار توقیع سلیمانی
ق س — عیاں بر خاتمش آثار توقیع سلیمانی

شعر ۱۶ مصرعہ ثانی
دن — کہ سیمائش بہ ماہ و مہر ماند در درخشانی
ق س — کہ سیمائش بمہر و ماہ ماند در درخشانی

شعر ۱۷ مصرعہ ثانی
دن — کہ خود تا مشتری خواہد رسید از فرط غلطانی
ق س — کہ خود تا مشتری خواہد رسید از فرط غلتانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شعر ۱۰ مصرعہ اولیٰ	بگفتارم توانگر گر ز سیم و زر تہیدستم	دن
	بگفتارم توانگر گر بہ سیم و زر تہیدستم	ق س
شعر ۱۲ مصرعہ اولیٰ	بسان دود کاندر تنگنا بر خویشتن پیچد	دن
	بسان درد کاندر تنگنا بر خویشتن پیچد	ق س
شعر ۲۲ مصرعہ اولیٰ	نمک پروردۂ این دولت جاوید پیانم	دن
	نمک پرورده این دولت جاوید پیایم	ق س
شعر ۲۳ مصرعہ ثانی	کہ با من داشت گوناگوں نوازشہای پنہانی	دن
	کہ با من داشت گوناگوناگوں نوازشہای پنہانی	ق س
شعر ۲۶ مصرعہ اولیٰ	گرآن در رشتہ وصف سخنور گوہر آمودے	دن
	گراو در رشتہ مدح سخنور گوہر آمودے	ق س

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ زیر بحث دست نوشتہ قصیدہ کے آخر میں غالب کی مہر کے اندر ۱۲۳۸ کے اعداد منقوش ہیں۔ اس سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ قصیدہ غالب نے ۱۲۳۸ ہجری مطابق ۱۸۲۲ء میں سپرد قلم کیا ہوگا۔ کیونکہ قدیم تحریروں یا مخطوطات کی مدت عمر یا زمانہ کتابت متعین کرنے کا ایک عام اصول جو مروج ہے وہ یہ ہے کہ اس قلمی تحریر یا مخطوطے پر ثبت مہر کے اندر اگر کوئی سنہ مرقوم ہے تو وہی اس مخطوطے یا قلمی تحریر کے زمانہ کتابت کا سنہ قرار پاتا ہے۔ لیکن بعض اہم وجوہات کی بنا پر ہم غالب کی اس تحریر کو اس مروجہ اصول سے مستثنیٰ قرار دینے پر مجبور محض ہیں۔

لارڈ الن برا جن کی مدح میں غالب نے یہ قصیدہ لکھا ہے انہوں نے ۲۸ فروری ۱۸۴۲ء کو گورنر جنرل لارڈ آک لینڈ سے گورنر جنرل کے عہدے کا چارج لیا تھا۔ اس لحاظ سے یہ قصیدہ غالب نے ۱۸۴۲ء میں مارچ کی کسی تاریخوں میں لکھا ہوگا اور قصیدہ لکھنے کے بعد اس کے آخر میں انھوں نے اپنی ۱۲۳۸ کے اعداد والی پرانی مہر ثبت کر دی۔ اس خیال کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ غالب نے قصیدہ لکھنے کے لئے جو بدلیسی کاغذ استعمال کیا ہے اسے روشنی کی طرف کر کے دیکھنے پر صفحہ اوّل کے اندر عین وسط میں ایک مخروطی شکل کا مونوگرام جس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اوپر برطانوی شاہی تاج سے دکھائی پڑتا ہے۔ اسی طرح صفحۂ چہارم کے اندر میں وسطی میں جلی حرفوں میں WILMOT - T.G (جو کہ یقیناً کاغذ ساز کمپنی کا نام رہا ہوگا) اور اس کے نیچے ۱۸۳۹ء کے اعداد صاف پڑھے جا سکتے ہیں۔ اب یا تو یہ کورا کاغذ غالب کے پاس ۱۸۳۹ء سے محفوظ رہا ہوگا جسے انہوں نے ۱۸۴۲ء میں استعمال کیا یا پھر ممکن ہے اس کاغذ ساز کمپنی کا قیام ۱۸۳۹ء میں عمل میں آیا ہو جس کی تشہیر کی غرض سے مذکورہ کمپنی نے ۱۸۳۹ء کے اعداد کو اپنے نام کا ایک جُز بنا رکھا ہو اور وہ اسی طریق پر کاغذ تیار کرتی ہو۔ تب غالب کو ۱۸۴۲ء میں ہی یہ کاغذ دستیاب ہوا ہوگا۔

بہرحال ان شواہد کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ زیرِ بحث قصیدہ ۱۸۴۲ء میں ہی غالب کے قلم سے نقل ہوا ہے اور اس اعتبار سے مزید اہمیت رکھتا ہے کہ اس پر غالب کی مہر ثبت ہے۔ راقم الحروف عدیم الفرصتی اور اپنے ادنیٰ مطالعے کی وجہ سے غالب کی مہروں کے بارے میں صحیح معلومات اکٹھا نہیں کر سکا کہ غالب کی کتنی مہریں اب تک دستیاب ہو چکی ہیں۔ ہو سکتا ہے غالب کے پاس ایک سے زیادہ مہریں رہی ہوں لہٰذا زیرِ بحث قصیدہ کے اختتام پر وہ سہواً ۱۲۳۸ کے اعداد والی مہر استعمال کر گئے جس کا احساس ہونے پر انہوں نے یہ تحریر گورنر جنرل موصوف کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا ہو اور اس کی دوسری نقل تیار کر کے گورنر جنرل لارڈ ایلن برا کو بھیجی ہو۔ بہرحال اب دیکھنا یہ ہے کہ ماہرینِ غالب اس کے تفصیلی مطالعہ سے کیا کیا نئی باتیں سامنے لاتے ہیں۔

غالب کی عظمت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ ان کی شخصیت اور شاعری کے تعلق سے تنقید و تحقیق کا کارواں آج ایک سو پچیس سال گزر جانے پر بھی برابر سرگرم سفر ہے۔ فروری ۱۹۶۹ء کے "اردوئے معلیٰ" (غالب نمبر حصہ سوم) میں جناب اکبر علی خاں عرشی زادہ کی ایک نہایت پر زور تحریر "نسخہ گل رعنا بخط غالب" کے عنوان سے شائع ہوئی تھی اس سے ایک چھوٹا سا اقتباس پیشِ خدمت ہے۔

"اردو کے اہم شاعر اور بھی ہیں مگر یہ خصوصیت غالب اور صرف غالب کو حاصل ہے کہ ہر برس اور بعض اوقات ایک سال میں کئی کئی بار اس کے بارے میں

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

© rasailojaraid.com